قطب عالم

حضرت خواجہ سید محمد جمال اللہ قدس سرہٗ العزیز

نام ونسب:

آپ کا نام سید محمد جمال اللہ اور والد ماجد کا اسم گرامی سید سلطان شاہ المعروف سید محمد درویش تھا۔آپ ۱۱ ربیع الاول ۱۱۲۷ھ بمطابق ۲۸ نومبر ۱۷۲۴ء گجرات میں پیدا ہوئے۔ایک روایت کے مطابق آپ کا آبائی وطن بخارا ہے۔آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔
آپ کا سلسلہ نسب غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ کی وساطت سے مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ سے جاملتا ہے۔عالم بچپن میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے خواب میں اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کی روحانی تربیت فرماتے رہے۔یہی وجہ ہے کہ بچپن ہی سے آپ پر بے خودی اور جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔

تحصیل علوم:

آپ نے حفظ قرآن کے بعد علوم ظاہری حاصل کیے اور مکمل عسکری تربیت حاصل کی۔ایک روز استاد گرامی نے فرمایا:

''شاہ صاحب تمہاری امانت ملک ہندوستان میں ہے اسے حاصل کرو، ایک جہاں تم سے فیض یاب ہوگا''

چنانچہ سیرو ا فی الارض کے بموجب آپ سیر وسیاحت کرتے ہوئے دہلی تشریف لائے اور وہاں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک درویش سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی اور علم متداولہ میں یدطولیٰ اور مہارت حاصل کی۔

بیعت وریاضت:

علوم درسیہ کی تحصیل کے بعد آپ عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے۔تلاوت قرآن بڑی خوش الحانی سے کیا کرتے تھے۔قرآن مجید کی زیارت وتلاوت میں اس قدر محو ہوتے کہ روزانہ قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے چونکہ آپ کے استاد محترم حضرت خواجہ قطب الدین حیدر قدس سرہ کے مرید خاص تھے اس لئے آپ ان سے غائبانہ مانوس ہوچکے تھے۔ایک شب حسب معمول قرآن مجید کی تلاوت کررہے تھے کہ ہاتف غیب سے ندا آئی: اے جمال اللہ!

''اگرچہ تلاوت قرآن مجید بہت بڑی عبادت ہے مگر عبادت میں لذت وسرور کسی شیخ کامل کی بیعت سے دوبالا ہوجائے گا''

ندائے غیبی سنتے ہی آپ کی حالت دگرگوں ہوگئی فوراً استاد محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: خدارا مجھے اپنے پیرو مرشد کی خدمت اقدس میں لے جائیں۔ استاد گرامی نے فرمایا کہ اب رات کا وقت ہے انشاء اللہ العزیز صبح چلیں گے۔ یہ سُن کر آپ کی طبیعت میں مزید اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی اور رات گزارنا مشکل ہوگئی۔ صبح ہوتے ہی استاد محترم کے ہمراہ شیخ المشائخ حضرت باقی باللہ احراری قدس سرہُ العزیز کے مزار انوار پر حاضر ہوئے کیونکہ حضرت خواجہ قطب الدین حیدر قدس سرہ وہیں گوشہ نشیں تھے۔

خرقہ خلافت:

شرف بیعت اور حصول نسبت کے بعد ہر کسی کو خیر آباد کہہ کر مرشد و مربی کی خدمت اقدس میں رہنا شروع کردیا اور بارہ برس شیخ کی صحبت کیمیا اثر میں رہے۔ چونکہ مرشد گرامی کو بھی آپ کی جدائی گوارہ نہ تھی اس لئے حج کے موقع پر زیارت حرمین طیبین جاتے ہوئے حافظ صاحب قدس سرہُ العزیز کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

جب مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ قطب الدین حیدر تو آپ کو باطنی طور پر حضور ﷺ کی طرف سے حکم ہوا کہ حافظ صاحب کو خرقہ خلافت پہنا کر ہندوستان واپس بھیج دیں وہاں ہزاروں لوگ ان سے فیض یاب ہوں گے۔

وطن واپسی:

مدینہ منورہ سے واپس تشریف لا کر آپ تین برس تک سرہند شریف میں قیام پذیر رہے اور حضرات مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے فیوض و برکات سے فیض حاصل کیا۔ بعد ازیں مصطفےٰ آباد شریف معروف رام پور میں نواب فیض اللہ خان کی فوج میں بحیثیت ملازم اپنے جذب وفقر چھپائے رکھے مگر:

کہاں چھپتا ہے اکبر پھول پتیوں میں نہا ہوکر

عالم جذب و مستی میں ایک دن رام پور کے بازار میں سے گزر رہے تھے کہ ایک پُر اثر آواز کی سماعت نے آتش عشق کو دو آتشہ کردیا اور اللہ اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے دولت حانہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اس حالت میں جو جاندار آپ کے سامنے آتا وہ مست و بے خود ہو جاتا بلکہ بعض تو مرغ بسمل کی طرح خاک پر لوٹتے تھے اور ہر سُو آپ کی شہرت ہوگئی اور خلق کثیر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفید ہونے لگی۔

معمولات:

آپ کا قلب اطہر عرفان الٰہی اور عشق نبوی ﷺ سے معمور و مخمور تھا۔ شریعت و سنت کا خصوصی التزام فرماتے اور اذکار و اوراد کی کثرت آپ کا معمول تھا۔ خوش اخلاقی اور جود و سخا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ کا لنگر شاہی ہونے کی وجہ سے سینکڑوں لوگ کھانا کھاتے تھے۔ کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہیں جاتا تھا۔ آپ بذات خود سائلوں کے منتظر رہتے تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے کہ آپ کی دعا و توجہ کی برکت سے لوگوں کی مصیبتیں و مشکلیں کافور ہو جاتی تھیں۔ چہرہ انور نہایت نورانی اور نگاہ اس قدر پُر تاثیر تھی کہ جو بھی آپ کو ایک دفعہ دیکھ لیتا وہ فریفتہ و گرویدہ ہو جاتا اور عمر بھر کے لئے آپ کا غلام بے دام بن جاتا تھا۔ (سبحان اللہ)

مسند دعوت وارشاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات ستوہ وصفات میں اس قدر جاذبیت وکشش رکھی تھی کہ عامتہ الناس کے علاوہ امرائے مملکت اور روسائے سلطنت بھی آپ کے معتقد تھے چنانچہ نواب فیض اللہ خان والئی رام پور اور حافظ رحمت خان والئی روہیلکھنڈ بھی آپ کے دلدادہ تھے، حافظ رحمت خان کی بیٹی خدیجہ خاتون بھی آپ کی مُریدتھی۔حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ (چودھوان شریف)،خواجہ سید محمد محی الدین تیراہی،خواجہ سید امان تیراہی،خواجہ شاہ درگاہی،خواجہ شیر خان تیراہی،خواجہ وارث خان جیسے جلیل القدر جیسے خلفاء نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کیے۔چونکہ تمام حیات مجرد رہے اس لئے خلفاء کرام ومریدین ہی آپ کی باقیات میں سے ہیں۔

تعمیل ارشاد کی نادر مثال:

آپ کو سیر وسیاحت وشکار کا بہت شوق تھا ایک مرتبہ آپ اپنے مرید خاص کے ہمراہ درس وتدریس سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ آپ کا گزر جنگل سے ہوا۔دوران سفر شکار کی خواہش پیدا ہوئی۔آپ نے اپنے مرید شاہ درگاہی کو ایک جگہ کھڑا کیا اور فرمایا تم یہیں ٹھہرو شکار سے واپسی پر تمہیں رام پور لے چلیں گے اور شکار کے لئے جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔جب شکار کرتے کرتے شام ہوگئی تو ایک نواحی گاؤں میں شب بسیری کے لئے تشریف لے گئے اور یہ سوچا کہ شاہ درگاہی میرے نہ جانے پر خود ہی رام پور واپس چلیں جائیں گے چنانچہ صبح ہوتے ہی جب آپ اپنے واپسی کے سفر کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کا گزر اسی جگہ سے ہوا جہاں آپ شاہ درگاہی کو کھڑا کر کے گئے تھے۔آپ شاہ درگاہی کو اُسی جگہ پر دیکھ کر حیران رہ گئے جس جگہ پر آپ اُنہیں کھڑا کر کے گئے تھے اور شفقت سے فرمایا شاہ درگاہی کب سے کھڑے ہو؟ عرض کی جب سے آپ نے حکم دیا ہے۔

اس بات کو سن کر آپ کے سینے میں طلاطم خیز ہیجان پیدا ہوا اور فرط محبت سے شاہ درگاہی کو سینے سے لگا کر فیض ونور سے معمور کر دیا اور دستار خلافت سر پر باندھتے ہوئے فرمایا:

''جا درگاہی جو تیرے ہاتھ سے ہاتھ ملائے گا اُس کو بھی خدا کی معرفت حاصل ہوگی''

مٹا دیا مرے ساقی نے عالم من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لا الہ الا ھو

یہ ہے پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل جو فیوض و برکات کے حصول و برکات کا حصول ثابت ہوئی۔

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ و بالا

پیکرِ تسلیم ووفا:

حقیقت یہ ہے کہ جب تک کوئی مرید پیکرِ تسلیم ووفا نہیں بن جاتا اس وقت تک اس پر فضل وفتوحات کے دروازے نہیں کھلتے ،مشائخ کے سینے نہیں اچھلتے ،قلب محبت چکنی چپڑی باتوں سے نہیں بلکہ وفاؤں اور اداؤں سے جیتا جاتا ہے، ادب ونیاز اور سوز وگداز کا مجسمہ بن کر سالہا سال کوچہ جاناں کی خاک چھاننا پڑتی ہے،حضرات صحابہ اوراہل بیت اطہار کی سیرت وکردار کو مشعل راہ بنا کر یار کے مشن اوراولاد کے ساتھ وفا کرنی پڑتی ہے اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے اہل بیت کی محبت ومودت کا سبق سیکھنا پڑتا ہے۔بقول عارف کھڑی رحمتہ اللہ علیہ:

آل اولاد تیری دا منگتا میں کنگال زیانی

پاؤ خیر محمد تائیں صدقہ شاہ جیلانی

علمی وروحانی شخصیت:

آپ نے ایک روز رام پور میں قیام کے دوران فرمایا: آج ہمارا دل احمد شاہ بادشاہ کا قلعہ اور باغ دیکھنے کو چاہتا ہے چنانچہ اپنے وظائف ونوافل سے فارغ ہوگئے تاکہ معمولات میں کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے چنانچہ وظائف سے فراغت کے بعد قلعہ شاہی کے نزدیک باغ کے میں پہنچے۔اس وقت قلعہ میں حضرت خواجہ فیض للہ تیراہی قدس سرہُ العزیز عہد سپہ وسالار پر تعنیات فرائض سرانجام دے رہے تھے۔کسی کام کے سلسلہ میں دیوار پر کھڑے تھے کہ جب آپ کی نظر شاہ جمال اللہ قدس سرہُ العزیز پر پڑی تو آپ کی پُر وقار روحانی وعلمی شخصیت کو دیکھ کر متحیر ہوگئے فوراً دیوار سے اتر کر آپ کے قدموں میں جا گرے۔ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ہوش وحواس نہ رہے۔جب دوتین گھنٹے بعد حالت اضطراری کے بعد تسکین وقرار ملا تو آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر سلسلہ میں داخل ہونے کی درخواست کی۔آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہُ العزیز کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا:

''اس کی بیعت اگرچہ میری طرف سے ہے مگر ان کی تکمیل تمہارے ذمہ ہے''

وصال:

آپ کا وصال ۴ صفر المظفر ۱۲۰۹ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار رام پور میں ہے۔ مزار پر انور کے جنوبی دروازے پر درج ذیل قطعہ وصال مبارک کنندہ ہے:

آن شاہ جمال قطب عالم
خوش رفت بجلوہ گاہ وحدت
تاریخ فنائے با بقائش
سیر عالم مقام حیرت

مرقد انوار پر تعمیر کردہ گنبد پر گلکاری آپ کا نیاز مند کر رہا تھا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے گر گیا۔ زمین پر گرنے سے قبل اس نے آپ کو یاد کیا تو آپ فوراً نمودار ہو گئے اور اپنے نیاز مند کو فضا ہی میں دبوچ کر زمین پر صحیح سالم پہنچا دیا۔ حاضرین یہ منظر دیکھ کر متحیر ہو گئے۔